حکومت پنجاب

میزانیہ

برائے

مالی سال ۹۰ - ۱۹۸۹ ء

اور

ضمنی میزانیہ برائے ۸۹ - ۱۹۸۸ء

تقریر

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ

وزیر خزانہ پنجاب

پنجاب اسمبلی

۴ر جون ۱۹۸۹ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

جنابِ سپیکر!

یہ میری خوش بختی ہے کہ مجھے آج ایک بار پھر پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کا بجٹ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔

جنابِ والا!

رجس مالی سال کا اب اختتام ہونے کو ہے وہ ہماری قومی زندگی میں ہمیشہ ایک مُنفرد حیثیت کا حامل رہے گا۔ اقتصادی' سماجی اور سیاسی اعتبار سے یہ سال ہنگامہ خیز بھی ہے اور تاریخ ساز بھی۔ اِس کے دوران روح فرسا لمحات بھی آئے اور فکر و عمل کی نئی راہیں بھی روشن ہوئیں۔ قومی زندگی میں کچھ نئے اور نامانوس زاویئے بھی سامنے آئے جو قوم کی خوابیدہ فکری اور عملی صلاحیتوں کے لئے جِلا کا سبب بن گئے ہیں۔ اس ساری ہنگامہ خیزی کا حاصِل یہ درس ہے کہ معمارِ حرم کو تعمیرِ جہاں سے قبل تعمیرِ وطن کے اصل تقاضے جاننے اور پورا کرنے ہوں گے۔ اور اس میزانئے کے ذریعے ہم اپنے عوام کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہم ان تقاضوں سے صرف آشنا ہی نہیں بلکہ اِن کو پُورا کرنے کا پُختہ عزم بھی رکھتے ہیں۔

اگر سالِ رواں کے دوران ہمارے مالی فیصلوں اور آئندہ مالی سال کے لئے ہماری منصوبہ بندی کا ٹھنڈے دل و دماغ سے تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ سب کچھ ایک ایسے محور کے گرد گھومتا ہے جو ہماری ایک مجبوری' ایک تمنا' اور ایک مقصدِ عظیم پر مبنی ہے۔ مناسب ہو گا کہ میں سب سے پہلے اِنہی تینوں بنیادی حقیقتوں کی قدرے وضاحت کر دوں۔

جنابِ سپیکر!

ہماری یہ مجبوری صرف ہم ہی سے مختص نہیں بلکہ یہ شروع ہی سے ہر انسان ' ہر معاشرے اور ہر قوم کی زنجیرِ پا بنی رہی ہے یعنی ضروریات کے مقابلے میں وسائل اور ذرائع ہمیشہ ناکافی ہوتے ہیں۔ آبادی میں تیز رفتار اضافے والے ترقی پذیر معاشروں میں اس صورتِ حال سے عہدہ برا ہونے کے لئے جو فیصلے کرنے پڑتے ہیں وہ بہت ضروری بھی ہوتے ہیں اور کٹھن بھی۔ فی الحقیقت ان معاشروں کے شب و روز اسی صبر آزما کشمکش میں گزرتے ہیں کہ

پنبہ کُجا کُجا نہم

ان معاشروں کے پالیسی ساز اگر ایک سڑک کی تعمیر کا فیصلہ کرتے ہیں تو نہ جانے کتنے معصوم بچے تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں اور یہ نوخیز کلیاں خوش رنگ اور خُوش بُو پھول نہیں بن پاتیں۔ خدا معلوم کتنے جاں بلب مریض معالج کی تشخیص نرس کی خندہ پیشانہ امداد اور دوا کے گھونٹ سے محروم ہی کارزارِ حیات میں دم توڑ دیتے ہیں۔

یہ صورتِ حال ہمارے لئے نئی نہیں لیکن گذشتہ چالیس برسوں میں شاید ہمیں اپنی تنگ دامانی کا کبھی اتنا شدید احساس نہیں ہوا تھا جتنا آج ہے کیونکہ اس سے پہلے معاملہ فہمی اور بلند کی حال مرکزی حکومتوں کے وجود کا احساس ہی ہمارے لئے قوت اور طاقت کے سرچشمے کا کام کرتا تھا۔ مگر اب موجودہ صورتِ حال نے مجھے اِس باوقار ایوان میں کھڑے ہو کر بادلِ نخواستہ گلہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

رکھیو غالب مجھے اِس تلخ نوائی پہ معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سِوا ہوتا ہے

اِس سلسلے میں مَیں اپنے ایک پیشرو کی تقریر کا ایک انگریزی جملہ دہرانے کی اجازت چاہتا ہوں جو انہوں نے پنجاب میں پیپلز پارٹی کی حکومت کا پہلا میزانیہ پیش کرتے ہوئے 1972 میں کی تھی۔ صوبائی حکومت کی مالی مجبوریوں کے ضمن میں انہوں نے باوثوق انداز میں اعلان کیا تھا۔

"Call them what you will, all the policies formulated by the Central Government are an attempt to solve this basic problem."

کاش میں بھی خوش دلی کے ساتھ اِس ایوان کی وساطت سے پنجاب کے عوام کو یہ نوید سنا سکتا! پھر بھی آپ کی یہ منتخب حکومت اِس حسرتِ ناکام کے باوجود مایوس نہیں اور ہمیں اپنی نیک تمناؤں اور پُر خلوص کوششوں کے بر آنے کا پورا یقین ہے۔

اسی لئے ہم باہمی افہام و تفہیم کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھنے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔

اک طرزِ تغافل ہے وہ ہو اُن کو مُبارک
اک عرضِ تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

لیکن جنابِ والا! ہماری یہ تمنا کسی وقتی اور محدود مصلحت سے عبارت نہیں بلکہ اِس کا ناطہ دراصل اُس ابدی اور سرمدی وعدے سے جاملتا ہے جو خالقِ کائنات نے قرآنِ مجید کی سورہ حد میں اِن الفاظ میں کیا تھا۔

وَمَا مِنْ دَابَّـةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

یعنی کرہ ارض پر کوئی جان دار ایسا نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری ربوبیّتِ خداوندی پر نہ ہو۔ آپ جانتے ہیں کہ اسلامی ریاست میں خلافتِ الٰہی کی حامل حکومت پر لازم ہے کہ وہ اِس وعدے کے ایفا کا اہتمام کرے۔ لہٰذا ہماری یہ کوشش ہے کہ وسائل میں کمی کے باوجود عوام کے لئے روزگار' صحت' صاف پانی' تعلیم' رہائش اور آمدورفت کی زیادہ سے زیادہ سہولتوں کی فراہمی کے لئے اپنی کوشش جاری رکھیں تاکہ میثاقِ ربّانی کو پورا کرنے کی سعادت حاصل کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ بالاخر مرکزی حکومت کو ہمارے موقف کی صداقت کا احساس ہو کر رہے گا اور وہ اپنی حکمتِ عملی اس طرح وضع کرے گی کہ ترقیاتی کاموں کے لئے بلاوجہ دُہرے انتظامی ڈھانچے کھڑے کرنے کی نوبت نہ آئے تاکہ قوم کے قیمتی وسائل کا ضیاع نہ ہو اور قوم اپنی ایک ایک پائی سے پورا پورا فائدہ اٹھاسکے۔ مرکز کی معاملہ فہمی اور حقیقت پسندی کے بارے میں ہمارے اِس ایقان کی وجہ یہ ہے کہ پنجاب نے ہمیشہ خود کو پاکستان کی "پ" میں گم کرکے اپنی پہچان تلاش کرنے کی کوشش کی ہے اور اس گُم نامی ہی کو اپنی سب سے بڑی نیک نامی سمجھا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اہلِ پنجاب کا یہ جذبۂ ایثار ہم سب کے مرحوم قائد کے اِس مقدس ورثے کی بقاء اور استحکام کا ضامن ہے۔

نظرثانی شدہ بجٹ / سپلیمنٹری بجٹ 89-1988ء

جنابِ والا!

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے آئینی تقاضوں کے تحت سالِ رواں کا میزانیہ دو حصّوں میں گذشتہ جون اور دسمبر میں پیش کیا

گیا تھا۔ دسمبر 1988ء میں ایوان نے پورے سال کے لئے کل 3140 کروڑ 42 لاکھ روپے کے میزانیے کی منظوری دی تھی جس میں سے 2395 کروڑ 42 لاکھ روپے غیر ترقیاتی اور 745 کروڑ روپے ترقیاتی مدوں کے لئے تھے۔ اب میں نظرِثانی شدہ تخمینے اور دونوں شعبوں میں بعض اہم اقدامات اور کامیابیاں مختصراً بیان کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ اس سے پیشتر میں دو اہم باتیں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

گذشتہ دسمبر میں میزانیہ پیش کرتے وقت غیر ترقیاتی شعبے میں خسارے کا تخمینہ 93 کروڑ 88 لاکھ روپے لگایا گیا تھا۔ جو بفضلِ خدا ہماری شب و روز کی کوششوں کے نتیجے میں 86 فیصد کم ہو کر صرف 13 کروڑ 20 لاکھ روپے رہ گیا ہے جس پر ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں اگر صوبہ سندھ کو دی گئی گندم کے اخراجات اور ناداروں کے مجوزہ بیت المال کے لئے مختص 10 کروڑ روپے بھی شامل کر لئے جائیں تو خسارہ 37 کروڑ 75 لاکھ روپے بنتا ہے یہ خسارہ بھی صرف اِس وجہ سے ہے کہ سال کے دوران بعض ناگزیر اور عوامی اہمیت کے اقدامات پر ہمیں 145 کروڑ 54 لاکھ روپے خرچ کرنا پڑے۔ اس کے باوجود اگر مرکزی حکومت گندم پر رعایتی امداد، مزدور بستیوں کی تعمیر، عام اِنتخابات کے اِنعقاد اور تنخواہوں وغیرہ میں اضافے کے سلسلے میں حسبِ وعدہ ہمیں پوری ادائیگی کر دے تو خسارے کو ایک قابل ذکر بچت میں بدل دینے کا ہمارا مقصد بآسانی پورا ہو جائے گا۔ لہٰذا ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے خسارے کو جس حد تک کم کر لیا ہے وہ مُلک کی موجودہ خسارے کی سرمایہ کاری اور معاشی گھٹن میں نسیمِ سحر کے ایک خُوش گوار جھونکے سے کم نہیں جس پر ہم بجا طور پر سجدہِ شُکر بجا لا سکتے ہیں۔

کُشادہ دستِ کرم جب وہ بےنیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

دُوسری بات یہ ہے کہ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کی تخصیص کافی حد تک بے جا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ بے معنی بنتی جا رہی ہے موجودہ طریق کار کے تحت سنگ و خشت سے بنی ہوئی سکولوں اور دواخانوں کی بے حِس عمارتیں تو ترقی کا مظہر سمجھی جاتی ہیں مگر اِن میں جو اساتذہ اور ڈاکٹر آدمی کو انسان بنانے یا مریضوں کی مسیحائی میں مصروف ہیں ان کی تنخواہیں غیر ترقیاتی مَد میں آتی ہیں۔ اِس کے علاوہ وقت کے ساتھ ساتھ غیر ترقیاتی اخراجات میں جو اضافہ ہوتا ہے اُس کی ایک بڑی وجہ مکمل شدہ ترقیاتی منصوبوں کی غیر ترقیاتی مَد میں منتقلی ہے۔ اِس طرح اگر دیکھا جائے تو غیر ترقیاتی اخراجات میں سال بسال اضافہ دراصل کسی حد تک ترقیاتی عمل کی تیز رفتاری ہی کا عکاس ہوتا ہے۔

غیر ترقیاتی بجٹ 89-1988ء

سالِ رواں میں غیر ترقیاتی کاموں کے لئے آمدنی کا تخمینہ 2301 کروڑ 54 لاکھ روپے لگایا گیا تھا جو اب بڑھ کر 2394 کروڑ 75 لاکھ روپے ہو گیا ہے یہ سالِ گذشتہ سے 2.72 فیصد زیادہ ہے مرکزی حکومت سے ملنے والی گرانٹ اور مرکزی ٹیکسوں میں صوبائی حصہ کے علاوہ اِس اضافے کی ایک اہم وجہ صوبائی محاصل میں 31 کروڑ 58 لاکھ روپے یعنی 2.04 فیصد کا اِضافہ ہے جس کے لئے صوبائی انتظامی مشینری مُبارک باد کی مستحق ہے۔

جہاں تک غیر ترقیاتی اخراجات کا تعلق ہے اُن کا تخمینہ 2395 کروڑ 42 لاکھ روپے لگایا گیا تھا اِس کے علاوہ بعض ضروری کاموں کے لئے 145 کروڑ 54 لاکھ روپے کی سپلیمنٹری گرانٹس بھی دی گئیں اِس طرح کُل اخرجات کا نظر ثانی شدہ اندازہ 2432 کروڑ 50 لاکھ روپے ہے جو گذشتہ سال کے مقابلے میں 4.34 فیصد زیادہ ہے اس میں سے 22.79 فیصد رقم قرضوں اور سود کی ادائیگی پر خرچ ہوئی جس کا بیشتر حصہ مرکزی حکومت کو دیا گیا۔ اِس کے علاوہ کل اخراجات کا 25.90 فیصد تعلیم پر' 7.38 فیصد صحت پر' 6.75 فیصد آبپاشی اور اصلاحِ اراضی پر اور 2.62 فیصد عمومی اِنتظامیہ پر خرچ ہوا۔ سپلیمنٹری گرانٹس زیادہ تر گندم کی فروخت پر امداد' پنشن وغیرہ میں اضافے' تعلیم کے فروغ اور امنِ عامہ قائم رکھنے والے اداروں کی اشد ضروریات پورا کرنے کے لئے دی گئیں۔ اس کے علاوہ برادر صوبہ سندھ میں قحط کے ستم زدہ لوگوں کی امداد کے لئے گندم کے عطیے پر 14 کروڑ 55 لاکھ روپے صرف ہوئے۔ کاش ہمارے وسائل اس سے کہیں زیادہ مدد کے مُتحمل ہو سکتے! گذشتہ عید کے موقع پر بنگلہ دیش میں اُن بے یار و مدد گار پاکستانیوں کو 76 لاکھ روپے کے کپڑے بھیجے گئے جو تقریباً دو دہائیوں سے محض پاکستانی ہونے کی سزا بُھگت رہے ہیں خدا کرے کہ ہم قومی سطح پر اُس وعدے کو پورا کرنے کی جرأت پیدا کر سکیں جو تحریکِ پاکستان کے دوران قائدِ اعظم نے اقلیتی صوبوں کے مُسلمانوں کے ساتھ کیا تھا۔

اِس کے علاوہ ہم دس کروڑ روپے کی اِبتدائی رقم سے بیت المال قائم کر رہے ہیں جس میں اموالِ باطنہ پر زکوٰۃ' صدقات اور دوسرے ذرائع سے وسائل مہیا کر کے یتیموں' بیواؤں اور ناداروں کی اعانت کی جائے گی جو اسلامی فلاحی ریاست کا فرضِ منصبی ہے۔

پیشتر اس کے کہ میں ترقیاتی بجٹ کے بارے میں مختصراً بیان کروں' میں یہ اہم اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے ہم نے صوبے کے ترقیاتی پروگرام کو تعمیرِ وطن کے پروگرام سے موسوم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

تعمیرِ وطن (ترقیاتی) بجٹ 89-1988ء

سالِ رواں کے دوران ترقیاتی کاموں کے لئے 745 کروڑ روپے مُختص کئے گئے تھے جن میں سے حسبِ معمول حقیقی

وسائل مرکزی حکومت کے مہیا کردہ 662 کروڑ22 لاکھ روپے تھے اور بقیہ رقم کا بیشتر حصہ عمل درآمد میں ممکنہ کمی کے پیشِ نظر بجٹ میں شامل کیا گیا تھا تاکہ حقیقی وسائل کو پوری طرح مصرف میں لانے کا اہتمام ہو سکے۔ گذشتہ کئی سال سے حکومتِ پنجاب اِس طریقِ کار پر عمل پیرا رہی ہے۔ اِس کے تحت ترقیاتی پروگرام کے لئے موجود وسائل سے زیادہ رقم مختص کی جاتی ہے تاکہ اگر بعض منصوبے بوجوہ شروع نہ ہو سکیں یا اُن پر عمل درآمد کی رفتار سست رہے تب بھی موجود وسائل پوری طرح استعمال ہو سکیں۔ اِس حکمتِ عملی کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ اس سال بھی نامساعد حالات کے باوجود انشاء اللہ حقیقی وسائل مختلف ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہو جائیں گے۔

ترقیاتی مصارِف میں صحت کو سب سے زیادہ حصّہ ملا۔ اس شعبے میں 115 کروڑ 93 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ 250 بنیادی طبی یونٹ اور دیہی صحت کے 10 مراکز مکمل ہوئے 430 بنیادی طبی یونٹوں اور دیہی صحت کے 68 مرکزوں کی توسیع پر کام ہوا نئے اور پرانے میڈیکل کالجوں اور پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سنٹر کی تعمیر و ترقی کا کام بھی تیز رفتاری سے جاری رہا۔ تعلیم کے شعبے میں 4362 نئے پرائمری سکول قائم کئے گئے جن میں سے 1462 مساجد میں کھولے گئے۔ 436 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا گیا ان میں سے 336 سکول طالبات کے ہیں۔ 433 مڈل سکول ہائی سکول بنائے گئے۔

کھیت سے منڈیوں تک سڑکوں کی تعمیر پر 89 کروڑ 39 لاکھ روپے خرچ ہوئے اور 1920 کلو میٹر لمبی سڑکوں کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اِس طرح 1981ء سے لے کر اب تک اِس پروگرام کے تحت کل 10436 کلو میٹر لمبی سڑکوں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے جس کی سالانہ اوسط 1159 کلو میٹر بنتی ہے جب کہ حصولِ آزادی سے لے کر آج تک دوسرے پروگراموں کے تحت جو سڑکیں تعمیر ہوئیں ان کی کل لمبائی 10900 کلو میٹر یعنی 260 کلو میٹر فی سال بنتی ہے سالِ رواں کے دوران تقریباً 100 کروڑ روپے خرچ کرنے کے بعد اب دیہات کی تقریباً ایک چوتھائی آبادی کو پینے کا صاف پانی میّسر آ گیا ہے اس کے علاوہ ڈیرہ غازی خان، بہاول پور اور راولپنڈی کے علاقوں کی مربوط منصوبہ بندی کے تحت توسیع و ترّقی کے لئے ترقیاتی ادارے قائم کئے گئے۔ پوٹھوہار کے علاقے کے لئے بھی ایک ترقیاتی ادارے کا قیام عمل میں آ چکا ہے۔

یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ ہمارے ترقیاتی پروگراموں کی تکمیل کی رفتار اور عوامی فلاح کے بہت سے مکمل شدہ منصوبوں کی کارکردگی بجلی کی پنجاب میں نسبتاً زیادہ لوڈ شیڈنگ سے متاثر ہو رہی ہے اس کے علاوہ دیہات کو بجلی مہیا کرنے کا مرکزی حکومت کا پروگرام بھی انتہائی سست رَوی کا شکار ہے اس سال مجوزہ 141 گاؤں کے مقابلے میں ماہ فروری تک صرف 54 گاؤں اپنے اِس بنیادی حق کو حاصل کر پائے حالانکہ گزشتہ سال اِن کی تعداد 864 تھی جبکہ 87-1986ء میں

1362 دیہات کو بجلی مہیا کی گئی تھی۔ اِس صورتِ حال کی وجہ سے پنجاب کے تمام دیہات کو جلد از جلد بجلی مہیا کرنے کا منصوبہ بے یقینی کا شکار ہو گیا ہے۔ ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ جن دیہی اِضافی بستیوں کے لئے حکومتِ پنجاب واپڈا کو 1 کروڑ 89 لاکھ روپے مہیا کر چکی ہے ان کی راتیں بھی تا حال تاریک ہیں۔

جنابِ والا!

آئندہ مالی سال کا میزانیہ پیش کرنے سے قبل مَیں گندم اور چاول کی پیداوار کے سلسلے میں حکومتِ پنجاب کی مسلسل اور ان تھک کوششوں کے نتائج کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالٰی کے فضل و کرم، کسانوں اور عمّالِ حکومت کی محنت اور مناسب سہولتوں کی وافر فراہمی کے باعث صوبے میں اِس سال 102.28 لاکھ میٹرک ٹن گندم پیدا ہوئی جو گذشتہ سال کے مقابلے میں 11.12 فیصد زیادہ ہے۔ یہ پیداوار ہماری اپنی سالانہ ضروریات سے 18.61 لاکھ میٹرک ٹن زیادہ ہے۔ اِس طرح ہم بفضلِ خدا دوسرے صوبوں میں اپنے بہن بھائیوں کے لئے گندم فراہم کر کے ملک کا قیمتی زرِ مبادلہ بچا سکیں گے۔ اِسی طرح سالِ رواں میں باسمتی چاول کی 10.42 لاکھ میٹرک ٹن پیداوار بھی ایک نیا ریکارڈ ہے جو گذشتہ سال کے مقابلے میں 15.3 فیصد زیادہ ہے۔ خدا کرے کہ زراعت کے شعبے میں یہ رُجحان قائم رہے آپ جانتے ہیں کہ پاکستان جیسے ممالک میں زراعت کی ترقی، عام اشیائے صَرف کی قیمتوں کے تعیّن اور غربت کے خاتمے میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے کیونکہ بندۂ مزدور کی تلخیٔ اوقات بہت حد تک بنیادی اشیائے صَرف کی قِلت اور گرانی سے جنم لیتی ہے۔

میزانیہ 90-1989ء

جنابِ سپیکر!

اب میں آپ کی اجازت سے مالی سال 90-1989ء کا میزانیہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اِس میزانئے کی تیاری نہایت مُشکل اور غیر یقینی صورتِ حال میں ہوئی ہے۔ ایک طرف مرکزی حکومت نے گذشتہ روایات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ترقیاتی پروگراموں اور اُن مدوں میں ہمیں اپنے جائز حقوق سے محروم کر دیا ہے جن کا ذکر میں نے ضمنی بجٹ برائے سالِ رواں کے سلسلے میں کیا ہے اور دوسری جانب افراطِ زر کی وجہ سے ہم اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود روزمرہ کے اِخراجات میں ضروری اِضافے پر مجبور ہیں اِس لئے زندگی کی بنیادی سہولتوں اور روزگار کی فراہمی کے سلسلے میں ہم عوام کی اُن جائز توقعات پر شاید اُس حد تک پورا نہ اُتر سکیں جو انہوں نے اپنی منتخب حکومت سے وابستہ کر رکھی ہیں۔

غیر ترقیاتی میزانیہ 90-1989ء

مجوّزہ میزانیے میں غیر ترقیاتی کاموں کے لئے کل متوقع وسائل کا اندازہ 2477 کروڑ 86 لاکھ روپے ہے۔ اس میں وفاقی حکومت سے ٹیکسوں اور گرانٹس کے ذریعے آمدنی کا تخمینہ 1873 کروڑ 5 لاکھ روپے ہے جو سالِ رواں کے نظرِ ثانی شُدہ تخمینوں سے صرف 2.70 فیصد زیادہ ہے۔ صوبائی محاصل وغیرہ سے آمدنی کا تخمینہ 578 کروڑ 10 لاکھ روپے ہے جو موجودہ سال کے بجٹ تخمینوں سے 9.19 فیصد زیادہ ہے 2675 کروڑ 66 لاکھ روپے کے مجوّزہ اخراجات کے پیشِ نظر غیر ترقیاتی مد میں آئندہ سال 197 کروڑ 80 لاکھ روپے کا خسارہ متوقع ہے۔

جنابِ والا!

میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ دوسرے صوبوں کی طرح پنجاب کے مالی مسائل کے حل کا آئینی اور قانونی طریقہ یہ ہے کہ قومی مالیاتی کمیشن جس کا فیصلہ 1980ء میں منظرِ عام پر آنا چاہیئے تھا کی تشکیل کی جائے اور اُس کی سفارشات جلد از جلد بروئے عمل لائی جائیں ورنہ غیر ضروری تنازعات جاری رہیں گے۔ موجودہ صورتِ حال کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ بجٹ کا 22 فیصد سود اور قرضوں کی ادائیگی کی نذر ہو رہا ہے 1980ء سے لے کر اب تک مرکزی حکومت کا طریقِ کار یہ رہا تھا کہ وہ مالیاتی کمیشن کے فیصلے کی عدم موجودگی کے باعث ایڈہاک بنیاد پر صوبوں کے مالی حقوق کسی حد تک پورا کرنے کا اہتمام کیا کرتی تھی۔ اِس سلسلے میں قرضوں اور سود کی ادائیگی، گندم کی فروخت پر اخراجات، تنخواہوں اور الاؤنسوں وغیرہ پر اضافی اخراجات کا ذمہ مرکزی حکومت نے لیا تھا جو مالیاتی کمیشن کے نئے فیصلے تک اُسے پورا کرنا چاہیئے اور اس وعدے کو پورا کرنے پر زور دینا صوبائی حکومتوں کا حق ہے نہ کہ مرکزی حکومت سے کسی خصوصی رعائت کی استدعا۔ اب چونکہ مرکزی حکومت نے کسی جواز کے بغیر اِس ایڈہاک طریقہ کار کو خیرباد کہہ دیا ہے لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ از روئے آئین کمیشن کی تشکیل نو کر کے یہ مسائل فوری طور پر طے کئے جائیں تاکہ صوبوں کے مالیاتی نظام کو درہم برہم ہونے سے بچایا جا سکے اِس کے علاوہ سال رواں کے دوران ہماری جو حق تلفی ہوئی ہے اس کا بھی ازالہ کیا جائے تاکہ صوبائی مالیاتی ذخائر میں ہونے والی کمی کا مداوا ہو سکے۔ وزیرِ اعلیٰ نے مرکزی حکومت سے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ باسمتی چاول اور کپاس کی بر آمد سے ہونے والے منافع میں سے پنجاب کو مناسب حصہ دیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ تمام معزز اراکین صوبے کے اِن مُنصفانہ اور جائز مطالبوں کی بھرپور تائید کریں گے تاکہ عوام کی ضروریات پورا کرنے کا بہتر اہتمام ہو سکے۔

مُتذکرہ خسارے کو ختم کرنے کے لئے ہم موجودہ مالی سال کی طرح 90-1989ء کے دوران اخراجات کو ہر ممکن

طریقے سے کم کرنے کی کوشش کریں گے اِسی طرح صوبائی محاصل کی زیادہ سے زیادہ وصولی کے لئے بھی شدّومد سے کوشش کرتے رہیں گے جس کے اِس سال کے دوران مفید نتائج کا ذکر میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ اگر ضروری ہوا تو صوبائی محاصل میں اضافے کے لئے ہم مناسب نئے اقدامات بھی کریں گے۔

آئندہ سال غیر ترقیاتی اخراجات کا تخمینہ 2675 کروڑ 66 لاکھ روپے لگایا گیا ہے اِن میں یہ اہم مطالباتِ زر شامل ہیں۔

1۔ تعلیم کے لئے 706 کروڑ 97 لاکھ روپے کا مطالبۂ زر کیا گیا ہے۔ جو کُل اخراجات کا 26.42 فیصد ہے جبکہ اِس سال یہ شرح 25.89 فیصد ہے۔

2۔ دوسرا اہم شعبہ صحت کا ہے۔ جس میں اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ دیہات میں طبّی سہولتوں کی فراہمی وسیع تر کی جائے۔ اس کے لئے 203 کروڑ 97 لاکھ روپے کا مطالبہ زر پیش ہے جو میزانئے کا 7.62 فیصد ہے۔ اس میں موجودہ سٹاف کے مشاہرے کے علاوہ ہسپتالوں اور اداروں کو سامان کی فراہمی اور نئے عملے کی بھرتی شامل ہے۔ PUNJAB INSTITUTE OF CARDIOLOGY میں تعینات عملے میں بھی اضافہ کیا جائے گا۔ دوران ملازمت تربیت کے فروغ کے لئے ڈاکٹروں کی 60 اضافی اسامیوں کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے۔ اس شعبے میں مجموعی طور پر نئی اسامیوں کے لئے 6 کروڑ 3 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

3۔ امنِ عامہ کی صورتِ حال کو بہتر بنانے کے لئے کل اخراجات کا 6.54 فیصد یعنی 174 کروڑ 92 لاکھ روپے تجویز کئے گئے ہیں

4۔ چونکہ پنجاب کی بیشتر آبادی کا انحصار بالواسطہ یا بلاواسطہ زراعت پر ہے اس لئے آبپاشی اور بحالیِ اراضی کے شعبوں کو حکومتی کاموں میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ اور اِس کے لئے میزانیہ کا 6.39 فیصد یعنی 170 کروڑ 91 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں زرعی ترقی کے مقصد کے تحت 22 کروڑ روپے کی خصوصی رقم ٹیوب ویلوں کی دیکھ بھال وغیرہ کے لئے مختص کی گئی ہے۔

5- وسیع پیمانے پر سڑکوں کی تعمیر کے ساتھ ساتھ ان کی مناسب دیکھ بھال بھی اشد ضروری ہے۔ اس اہم کام میں نجی شعبے کو بھی شریک کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو منتخب سڑکوں پر مناسب TOLL TAX عائد کر کے اس کی مرمت اور دیکھ بھال وغیرہ کا ذمہ دار ہو گا۔ اس سلسلے میں ایک PILOT پراجیکٹ شروع کیا جا رہا ہے۔

جنابِ والا!

اب میں ترقیاتی میزانیہ برائے مالی سال 90-1989ء معزز اراکینِ اسمبلی کی خدمت میں پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

تعمیر وطن (ترقیاتی) میزانیہ 90-1989ء

ترقیاتی کاموں کے لئے مرکز اور صوبوں کے مابین وسائل کی تقسیم اس طرح سے رہی ہے کہ ترقیاتی وسائل مرکز بالعموم قرضوں کی صورت میں مہیا کرتا ہے ان وسائل میں ہر سال معقول اضافہ ہوتا آیا ہے مگر اس روایت سے ہٹ کر آئندہ مالی سال کے لئے مرکزی حکومت نے 664 کروڑ 85 لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا ہے یہ بھی ان کی مہربانی ہے ورنہ قومی اقتصادی کونسل کے اجلاس میں تو یہ رقم محض 659 کروڑ 50 لاکھ روپے بتائی گئی تھی جو اس سال کے 662 کروڑ 22 لاکھ روپے سے بھی کم تھی۔ (حالانکہ اپریل میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کی رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں 716 کروڑ 90 لاکھ روپے کا وعدہ کیا گیا تھا) ۔ جنابِ والا! آپ دیکھ سکتے ہیں کہ 664 کروڑ 85 لاکھ روپے کی رقم بھی سالِ رواں کے مقابلے میں صرف 2 کروڑ 63 لاکھ روپے زیادہ ہے۔ اگر افراطِ زر کی موجودہ اور متوقع شرح کو مدنظر رکھا جائے جس کا کنٹرول بنیادی طور پر مرکز کے دائرہ اختیار میں ہے تو صوبے میں ترقی کی رفتار بہت سست ہو جائے گی۔ جو عوام کی توقعات کے بالکل برعکس ہو گی یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مرکز نے اپنے ترقیاتی پروگرام کے لئے 39 ارب 60 کروڑ روپے مختص کئے ہیں جو سالِ رواں کے مقابلے میں 16 فیصد زیادہ ہیں۔ ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ بلوچستان اور سرحد کو رعایت دینے کی خاطر 1974ء سے پنجاب کو صوبائی ترقیاتی پروگرام میں آبادی کے تناسب سے ہٹ کر 52.17 فیصد حصہ ملتا رہا ہے جو اس سال بلا جواز 51.94 فیصد کر دیا گیا ہے۔ مزید برآں خصوصی ترقیاتی پروگرام کے سلسلے میں ساتویں پانچ سالہ منصوبے میں پنجاب کا طے شدہ حصہ 27 فیصد سے کم کر کے 21 فیصد کر دیا گیا ہے۔ تاہم ہم نے اس اُمید پر کہ مرکز اپنے رویئے پر نظرِ ثانی کرے گا اپنا ترقیاتی پروگرام اسی رقم پر مبنی کیا ہے جس کا فیصلہ مرکزی حکومت نے گزشتہ ماہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کی رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں کیا تھا۔ اس طرح ہم نے اِس سال کے 745 کروڑ روپے کے مقابلے میں آئندہ سال کے لئے 810 کروڑ روپے کے ترقیاتی اخراجات تجویز کئے ہیں۔

یہ بھی سالِ رواں سے محض 8 فیصد زیادہ ہیں۔

حکومت کے ترقیاتی پروگرام کا 57 فیصد حصہ زیرِ تکمیل منصوبوں کے لئے مختص کیا گیا ہے تاکہ اُن کی جلد از جلد تکمیل سے عوام مستفید ہو سکیں لیکن اِس حکمتِ عملی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ نئے اور اشد ضروری منصوبوں کے لئے ہمارے پاس خاطر خواہ وسائل نہیں ہیں۔ بہرحال وسائل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمارے ترقیاتی پروگرام کی ترجیحات اس طرح سے متعین کی گئی ہیں۔

1- دیہات کی ترقی کو اوّلیت دینے کی حکمتِ عملی جاری رہے گی اور ترقیاتی رقوم کا تقریباً 81 فیصد حصہ دیہی ترقی پر خرچ کیا جائے گا۔

2- دیہات میں بجلی کی فراہمی کے سلسلے میں مرکزی حکومت کی موجودہ پالیسی کے پیشِ نظر ہم نے اِس سلسلے میں 2 کروڑ 6 لاکھ روپے مختص کئے ہیں اگرچہ یہ سراسر وفاقی ذمہ داری ہے۔

3- پس ماندہ علاقوں میں ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ راولپنڈی، مری کہوٹہ، چولستان، بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان کے ترقیاتی اداروں کو علی الترتیب 2 کروڑ، 2 کروڑ 50 لاکھ، 72 لاکھ، 2 کروڑ اور 5 کروڑ روپے دیئے جائیں گے۔ علاوہ ازیں پوٹھوار کے نوزائیدہ ترقیاتی ادارے کو فعال بنایا جائے گا۔ حکومت بہاولپور، ملتان اور ڈیرہ غازی خان ڈویژن اور اس سے ملحقہ علاقوں کی مربوط ترقی پر خصوصی توجہ دے گی۔

4- بارانی علاقوں کے مخصوص حالات کے پیشِ نظر سائنسی بنیادوں پر ایک جامع منصوبہ (MASTER PLAN) مُرتّب کیا گیا ہے۔ اِس پلان میں جن ترجیحی منصوبوں کی نشان دہی کی گئی ہے اُن میں سے بعض پر آئندہ سال کام شروع ہو جائے گا۔ پینے کے پانی کی فراہمی اور کاشتکاری کے لئے چھوٹے بندوں کی تعمیر جو اِس علاقے کی اشد ضروریات میں سے ہیں کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ بارانی علاقوں کے لئے 121 کروڑ 25 لاکھ روپے مخصوص کئے گئے ہیں جبکہ سالِ رواں میں یہ رقم 112 کروڑ روپے ہے۔

5- مقامی حکومتی اداروں کے لئے پہلی مرتبہ 35 کروڑ روپے کی ترقیاتی امداد مہیا کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

6۔ 95 کروڑ روپے کے خرچ سے کھیت سے منڈیوں تک 2400 کلو میٹر لمبی نئی سڑکیں تعمیر ہوں گی۔

7۔ تعلیم اور مقامی ترقی کے خصوصی پروگرام کے لئے 98 کروڑ 58 لاکھ روپے مہیا کئے گئے ہیں۔

8۔ چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن دیہی علاقوں میں ہالینڈ کی امداد سے صنعتوں کے فروغ کے پروگرام پر کام جاری رکھے گی۔

جنابِ والا!

اب میں آپ کی اجازت سے بعض اہم شعبوں کے لئے مجوزہ رقوم اور اہم پروگرام مختصراً بیان کرنا چاہتا ہوں۔

1۔ حسبِ معمول زراعت سے متعلقہ شعبوں کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اس شعبے کے لئے 125 کروڑ 27 لاکھ روپے کی کل مجوزہ رقم میں سے 95 کروڑ روپے کھیت سے منڈیوں تک سڑکوں کے لئے ہیں اور بقیہ 30 کروڑ 27 لاکھ روپے کے مصرف میں نظامِ آب پاشی اور دوسری زرعی سہولیات کی فراہمی سرفہرست ہیں۔

2۔ صحت کے لئے مخصوص 130 کروڑ روپے کی کل رقم میں سے نصف سے زیادہ دیہاتی علاقوں کے پروگراموں کے لئے ہے۔ صحت کے 18 دیہی مراکز اور 350 بنیادی یونٹ مکمل کئے جائیں گے۔ 148 مراکز اور 860 بنیادی یونٹوں میں توسیع و ترقی کا کام ہو گا۔ 6 تحصیل ہسپتال مکمل کئے جائیں گے اور مزید 6 میں سہولیات بڑھائی جائیں گی۔ ایک ضلعی صدر مقام پر واقع ہسپتال مکمل کیا جائے گا اور 3 میں توسیع ہو گی۔

3۔ شعبۂ تعلیم کے لئے 121 کروڑ 78 لاکھ روپے تجویز کئے گئے ہیں۔ اس رقم کا 76 فیصد سے زائد حصہ پرائمری اور ثانوی تعلیم پر خرچ ہو گا۔ 1900 نئے گرلز پرائمری سکول تعمیر کئے جائیں گے اور 1400 SHELTERLESS سکولوں کو عمارات مہیا کی جائیں گی۔ 170 سکولوں میں ایک ایک کمرے کا اضافہ کیا جائے گا۔ 336 گرلز پرائمری اور 100 بوائز پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا۔ 100 گرلز اور 335 بوائز مڈل سکولوں کو ہائی سکول بنایا جائے گا اور 80 ہائی سکولوں کو انٹرمیڈیٹ کا درجہ دیا جائے گا۔ کالجوں کے لئے 12 کروڑ 84 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ خواتین کے لئے ایک الگ یونیورسٹی قائم کی جائے گی۔

4- آب نوشی اور نکاسیٔ آب کے دیہی منصوبوں کے لئے 94 کروڑ روپے کا مطالبۂ زر پیش کیا جا رہا ہے۔ اِس کی مدد سے 682 منصوبے مکمّل ہوں گے۔ اِس طرح مزید 11 لاکھ لوگوں کو پینے کا پانی اور 13 لاکھ لوگوں کو نکاسیٔ آب کی بنیادی سہولتیں مہیا ہوں گی۔

جنابِ والا!

ہمیں بے روزگاری کی موجودہ تشویش ناک صورتِ حال کا پورا احساس ہے۔ لیکن ہمارے وسائل انتہائی محدود ہیں اور پاکستان جیسی معیشت میں حکومت یہ سارا بوجھ اُٹھا بھی نہیں سکتی۔ پھر بھی آئندہ سال کے میزانیہ کے مجوّزہ اقدامات اور منصوبوں کے زیرِ اثر 5 817 افراد کو مُلازمت مہیّا کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

ترقیاتی سرگرمیوں کو تیز تر کرنے کے لئے حکومت نے صوبائی سطح پر بنک قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے لئے مناسب قانونی کاروائی کی جارہی ہے۔

جنابِ سپیکر!

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں بدقسمتی سے ہم اگلے مالی سال کا آغاز کچھ نئے انداز کی مالی مشکلات میں کر رہے ہیں۔ ہمیں جس خسارے کا سامنا ہے وہ اِس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم معاشرے کے مفلوک الحال اور کم آمدنی والے طبقوں کی خاطر خواہ دل جوئی کا سامان کر سکیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہوش رُبا گرانی کے اِس دور میں ہمارے اِن بہن بھائیوں کے شب و روز جس کرب میں گزرتے ہیں ہمیں اُس کی شدّت کا پورا احساس نہیں۔

جنابِ والا!

ہم نے اپنی بے بضاعتی کے باوجود اِسی احساس کے تحت یہ فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب کے پس ماندہ عِلاقوں اور طبقوں کے لئے اِن چند سہولتوں کا بندوبست کریں۔ ہمیں امید ہے کہ اہلِ پنجاب ہماری مجبوریوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اِن فلاحی اِقدامات کو سراہیں گے۔

1- معاشرے کے غریب اور نادار طبقوں کی امداد کے لئے بیت المال قائم کیا جا رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے مناسب قانونی اقدامات زیرِ تکمیل ہیں اس کے وسائل زیادہ تر رضا کارانہ زکوٰۃ، صدقات اور عطیات پر مشتمل ہوں گے۔

حکومت نے اس کارِ خیر کے لئے دس کروڑ روپے مختص کئے ہیں جس کی آمدنی مصرف میں لائی جائے گی۔ ہمیں یقین ہے کہ ملک اور بیرون ملک مخیر لوگ اس طرح ایک فلاحی معاشرے کے قیام میں ہماری ہر ممکن اعانت کریں گے۔

2- موجودہ سال کی طرح 90-1989ء کے دوران بھی غریب بچیوں کی شادی کا بوجھ بانٹنے کے لئے جہیز فنڈ کے لئے دس کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

3- سات مرلے کے ساڑھے چار لاکھ اور تین مرلے کے 30 ہزار پلاٹ مستحق خاندانوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔

4- صوبے کی 688 کچی آبادیوں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے مختص رقم دس کروڑ روپے سے بڑھا کر آئندہ سال 25 کروڑ 80 لاکھ روپے کرنے کی تجویز ہے۔ اس طرح انشاءاللہ اس پروگرام کا تین چوتھائی حصہ مکمل ہو جائے گا۔

5- کم آمدنی والے طبقوں کے لئے رہائشی منصوبوں کے لئے مخصوص رقم 5 کروڑ 4 لاکھ روپے سے بڑھا کر 8 کروڑ روپے کی جارہی ہے۔

6- تمام سرکاری شفاخانوں میں دواؤں کی فراہمی کے لئے رقم میں 25 فیصد کا اضافہ کیا جارہا ہے۔

7- کچی آبادیوں اور کم آمدنی والے دوسرے علاقوں میں اگر رجسٹرڈ نجی فلاحی تنظیمیں نئی ڈسپنسریاں قائم کرنے اور ابتدائی طبی سہولتیں مہیا کرنے کے سلسلے میں تمام مالی اور انتظامی ذمہ داری اٹھانے کو تیار ہوں تو حکومت ایک سرکاری ڈاکٹر مہیا کرے گی۔

8- اردو، فارسی اور عربی کے اساتذہ کی تنخواہوں کے سکیل بہتر بنائے جارہے ہیں۔

9- کالجوں کے اساتذہ کے لئے 4 - TIER ڈھانچے کا مطالبہ تسلیم کر لیا گیا ہے جس کی تفصیلات طے کی جارہی ہیں۔

10- اساتذہ کی فلاح و بہبود کے لئے دس کروڑ روپے کی SEED MONEY سے ٹیچرز فاؤنڈیشن قائم کی جارہی ہے۔ اس کے وسائل کا کم از کم 45 فیصد پرائمری سکولوں کے اساتذہ اور 45 فیصد دوسرے سکولوں اور تکنیکی اداروں کے اساتذہ کے لئے مختص ہوگا ان شرحوں پر ہر پانچ سال کے بعد نظر ثانی کی جائے گی۔

11- سرکاری ملازمین کے لئے مختلف قسم کے قرضوں کے لئے مختص رقم 3 کروڑ روپے سے بڑھا کر 6 کروڑ کی جارہی ہے۔ سائیکل خریدنے کے لئے قرضے کی رقم 800 روپے سے بڑھ کر ایک ہزار روپے ہوگی اس وقت ان تمام قرضوں پر گریڈ 1 سے 15 تک کے ملازمین سود ادا نہیں کرتے۔ اب یہ سہولت گریڈ 16 کے ملازمین کو بھی دی جائے گی

12- اس وقت BENEVOLENT FUND سے مستحق سرکاری ملازمین کے ایک بچے کو تعلیمی وظیفہ ملتا ہے بشرطیکہ اس کے نمبر 60 فیصد ہوں۔ اب یہ وظیفہ مروّجہ ضوابط کے تحت دو بچوں کو مل سکے گا۔

13- ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کے بارے میں یہ تجاویز پیش خدمت ہیں تاکہ موجودہ نامساعد اقتصادی حالات میں ہم ان کی دورانِ ملازمت خدمات کا قدرے اعتراف کر سکیں۔

ا- ایک خود رہائشی مکان پراپرٹی ٹیکس سے مستثنٰی ہوگا۔

ب- سرکاری شفاخانوں کو ہدایات دی جارہی ہیں کہ وہ پنشنروں کو از روئے قواعد علاج معالجہ، دواؤں کی فراہمی اور ٹیسٹوں وغیرہ کے لئے ہر ممکنہ سہولت فراہم کریں۔ اس سلسلے میں ان کی حق تلفی کا سخت نوٹس لیا جائے گا۔

ج- جو سرکاری ملازمین بوجہ DISABILITY ریٹائر کئے جائیں گے۔ ان کے ایک بچے کو سرکاری ملازمت مہیا کرنے کے سلسلے میں وہی رعایت دی جائے گی جو اس وقت دورانِ ملازمت وفات پا جانے والے ملازمین کے سلسلے میں دی جاتی ہے۔

ح- وہ ملازمین جو یکم جولائی 1986ء سے قبل ریٹائر ہوئے تھے وہ بھی تیس سال سے زائد مدت ملازمت پر ہر ایک سال کے عوض 2 فیصد اضافی پنشن کے حقدار ہوں گے۔ بشرطیکہ یہ اضافہ 10 فیصد سے زیادہ نہ ہو۔

خ۔ (CLASS-A) DISABILITY کی بنا پر ریٹائر ہونے والے ملازمین کی بیوہ کے انتقال کے بعد بچے بھی دوسرے پنشنرز کی طرح پنشن کے حقدار ہوں گے۔

د۔ پنشنر کی بیوہ کے انتقال کی صورت میں بچوں کو حسب معمول 24 سال کی عمر تک پنشن ملے گی لڑکیوں کو اس عمر کے بعد بھی اس وقت تک پنشن ملتی رہے گی جب تک ان کی شادی نہ ہو جائے یا ان کی آمدنی کا مستقل بندوبست نہ ہو جائے۔ مزید برآں تمام پنشنروں کے ذہنی یا جسمانی طور پر بے روزگار معذور بچّوں کو تاحیات پنشن ملتی رہے گی۔

14۔ بارانی علاقوں میں سرکاری POWER RIGS کے ذریعے جو ٹیوب ویل کھودے جائیں گے وہ اگر خشک نکلیں تو RIG کی فیس نہیں لی جائے گی۔

15۔ چھوٹے بندوں کی تعمیر پر حکومت دس ہزار روپے کی امداد دے گی جو نصف کام مکمل ہونے کے بعد ادا کی جائے گی۔

جنابِ والا!

جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں سرِدست ہم ٹیکسوں اور دوسرے محاصل کی شرح میں اضافے کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ ہماری حتی الوسع کوشش یہ ہوگی کہ سالِ رواں کی طرح صوبائی محاصل کی وصولی کے نظام کو بہتر بنا کر اور مرکزی حکومت سے واجبات کی وصولی کے ذریعے اپنے خسارے کو پورا کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ وفاقِ پاکستان کے استحکام اور فلاحِ عامہ کے مُشترک مقاصِد کے جذبے کے تحت مرکزی حکومت کے ساتھ افہام وتفہیم کے ذریعے یہ مسائل خوش اسلوبی سے طے ہو جائیں گے۔ مرکزی حکومت سب پاکستانیوں کی حکومت ہے اور اس کی ہمدردی اور ایثار پر ملک کے تمام طبقوں اور حصّوں کا یکساں حق ہے۔ ہمارا یہ مطمعِ نظر نیا نہیں۔ گزشتہ سال جون میں میزانیہ پیش کرتے ہوئے بھی ہمارے محترم وزیرِ اعلیٰ نے کہا تھا کہ مملکت ایک باپ کی طرح ہوتی ہے جو اپنے بچوں کو یکساں پیار سے پالتی ہے۔ لہٰذا ہم ہر فورم پر کسی پیشگی شرط کے بغیر خوش دلی اور وسیع القلبی کے جذبے کے تحت اپنی طرح اِن منتخب عوامی نمائندوں کے ساتھ مل بیٹھنے اور معاملات طے کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ تعاون کی اِس پیش کش کا جواب تعاون سے ملے گا۔ ہمارے اِس ایقان کی بنیاد دراصل پاکستان کی بقا اور اِستحکام پر ہمارا غیر مُتزلزل ایمان ہے اور ملک کی یہ بقا اور اِستحکام باہمی احترام، تعاون اور معاملہ فہمی ہی سے مُمکن ہے۔ اِنشاء اللہ ملک میں کدورتوں اور عدم اعتماد سے داغ داغ اجالا ختم ہو جائے گا اور بے مثال قربانیوں اور قائدِ اعظم کی ولولہ

انگیز قیادت کے باعث معرضِ وجود میں آنے والے اس ملک میں جلد ہی پر خلوص تعاون اور اخوّت کی روشن صبح طلوع ہوگی یہ وہی اخوّت ہے جس کی وصیّت ہمارے ہادئ برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ حج میں ہم سب کو کی تھی۔ اور یہ وہی نوری صبح ہے جس کی بشارت سرزمینِ پنجاب کے ایک مایۂ ناز فرزند نے دی تھی۔

آسماں ہوگا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی